30897-حج کی تاریخ

سوال

میري گزارش ہے کہ آپ مجھے حج اوراس کے مشاعر کی تاریخ کے بارہ میں بتائيں ، اس کی مثال یہ ہے کہ مسلمان صفا اورمروہ کے مابین سعی کرتے ہیں جوکہ ام اسماعیل ھاجرہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کی تھی ، لیکن اس کے علاوہ باقی چیزوں کے بارہ میں مجھے علم نہیں لھذا میری گزارش ہے کہ اس کے بارہ میں معلومات فراہم کریں ۔
مثلا جمرات کوکنکریاں مارنا ، طواف کرنا ، میدان عرفات میں وقوف اورزمزم کا پانی پینا ، منی اورمزدلفہ میں رات بسر کرنا ، قربانی کرنا ۔ ۔ ۔ الخ معلومات فراہم کرنے پر آپ کا شکریہ ۔ ؟

پسندیدہ جواب

اہل اسلام کے مابین شروع سے لیکر آج تک سلف اور خلف سب کے ہاں اس پر اتفاق اوراجماع ہے کہ بیت اللہ کا حج دین اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے ، جیسا کہ صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما وغیرہ کی حدیث سے واضح ہے ۔

اوریہ بھی معروف ہے کہ حج بھی ساری عبادات کی طرح ایک عبادت ہے .جس کے کچھ خاص اعمال ہے اوریہ اعمال اپنی ایک حیثیت اور ھیئت رکھتے ہیں جنہیں صحیح طریقہ کے مطابق بجالانا واجب ہے مثلا میقات سے احرام باندھنا ، طواف ، اورصفا مروہ کے مابین سعی کرنا ، وقوف عرفات ، مزدلفہ میں رات بسر کرنا ، اورجمرات کوکنکریاں مارنا اورقربانی ذبح کرنا ، اوراس کے علاوہ باقی حج کے معروف اعمال میں سے ۔

لھذا ان اعمال میں واجب اورضروری ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق ان اعمال کوکیا جائے ، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حج کے طریقہ میں بہت ساری احادیث مروی ہیں ، اورامام ابن قیم رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب زادالمعاد اورحافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب البدایۃ والنھایۃ میں ان احادیث کوجمع کرنے اوران سے نکلنے والے احکامات کے متعلق بہت زیادہ وسیع اورپر حاصل بحث کی ہے ، اورمسلمان کوچاہیے کہ وہ ان احکام کوجاننے اوران پر عمل کرنے کا اہتمام کرے ۔

پھر یہ بھی علم ہونا چاہیے کہ حج میں کیے جانے والے اعمال کا اساسی اوربنیادی مقصد تواللہ تعالی کا ذکر کرنا ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے بھی اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا :

{جب تم عرفات سے لوٹو تومشعر حرام کے پاس ذکر الہی کرو ، اوراس کا ذکر ایسے کرو جیسے کہ تمہیں اس نے ھدایت دی ہے ، حالانکہ تم اس سے پہلے راہ بھولے ہوئے تھے ۔

پھر تم اس جگہ سے لوٹو جس جگہ سے سب لوگ لوٹتے ہیں ، اوراللہ تعالی سے بخشش طلب کرتے رہو یقینا اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہے ۔

پھر جب تم ارکان حج ادا کرچکو تواللہ تعالی کا ذکر کرو جس طرح تم اپنے آباء واجداد کا ذکر کیا کرتے تھے ، بلکہ اس سے بھی زیادہ ، بعض لوگ وہ بھی ہیں جوکہتے ہیں اے ہمارے رب ! ہمیں دنیا میں دے ، ایسے لوگوں کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ }

حتی کہ اللہ تعالی نے کچھ آیات کے بعد یہ فرمایا :

{اوران چند گنے چنے دنوں (ایام تشریق) میں اللہ تعالی کو یاد کرو ، دودن کی جلدی کرنے پر بھی کوئی گناہ نہیں ، اورجو پیچھے رہ جائے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ، یہ پرہیزگار کے لیے ہے ، اوراللہ تعالی سے ڈرتے رہو اورجان رکھو کہ تم سب اسی کی طرف جمع کیے جاؤ گے } البقرۃ (198–203) ۔

اورعائشہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ : بیت اللہ کا طواف اورصفا مروہ کے مابین سعی اورجمرات کوکنکریاں مارنا اللہ تعالی کے ذکر کے لیے مقرر کیا گیا ہے ۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اسے تعلیقا بیان کیا ہے اورمرفوع بھی روایت کیا گیا ہے لیکن اس روایت میں ضعف ہے دیکھیں البیھقی (145/5) ۔

اورمسلمان توارکان حج اوراعمال حج کی تعظیم ہی کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے بھی اسے اس کی تعظیم کا حکم دیا ہے ، جیساکہ فرمان باری تعالی ہے :

.{یہ اوراب اورسنو! اللہ تعالی کی نشانیوں کی جوبھی عزت وحرمت کرے یہ اس کے دل کی پرہیزگاری کی وجہ سے ہے} .الحج (32) ۔

اورامام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے حجراسود کا بوسہ لیا اورفرمایا :

اگرمیں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کوتیرا بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تومیں تیرا کبھی بھی بوسہ نہ لیتا ۔ صحیح بخاری حدیث نمبر (1610) ۔

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ تعالی اعمال حج کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں :

پھریہ اشیاء توزائل ہوگئیں لیکن ان کے آثاراوراحکام باقی رہ گئے اورہوسکتا ہے جس نے اس کی صورت دیکھی اوراسے اس کے اسباب کا علم نہ ہوسکا تواس پران امورمیں اشکال پیدا ہوا ہوتووہ کہنے لگے : اس کا توکوئی معنی اورمقصد ہی نہیں ، لھذا میں نے آپ کے لیے نقل کے اعتبارسے اسباب بیان کردیے ہیں ، اوراب میں آپ کے لیے معنی میں بھی آسانی پیدا کرتے ہوئے ایک قاعدہ بتاتا ہوں جس پر تواس کی بنیاد رکھ سکتا ہے ۔

آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ عبادت کی اصل معقول ہے ، اوروہ بندے کی اپنے مولاومالک سبحانہ وتعالی کے لیے عاجزی وانکساری وذلت ہے ، لھذا نمازمیں وہ عاجزی وانکساری اوررب ذوالجلال کے سامنے ذلت کا اظہار ہے جس سے عبادت کا معنی سمجھا جاسکتا ہے ۔

اورزکاۃ میں نرمی ومہربانی اورخیرخواہی کا معنی سمجھا جاسکتا ہے ۔

اورروزے میں نفس کی شھوت کوختم کرنا اورتوڑنا ہے تاکہ وہ اللہ تعالی کی اطاعت وفرمانبرداری کے لیے مطیع اورتیار ہو ۔

اور بیت اللہ کے شرف اوراسے نصب کرنے میں کوئی مقصد ہے اوراس کے اردگرد کے علاقہ کواس کی تعظیم کے لیے حرم کا درجہ دیا گیا ہے ، اوروہاں مخلوق کا پراگندے اور بکھرے ہوئے بال لیے ہوئے آنا ایسے ہی ہے جیسے ایک غلام اپنے آقا ومولا کے سامنے ذلیل اورعذرپیش کرتے ہوئے پیش ہوتا ہے ، اوراس معاملے کی سمجھ بھی آرہی ہے ۔

اورنفس عبادت کرنے پرمانوس ہوتا ہے جواسے سمجھ آتی ہے ، تواس طرح اس کی طبعیت کا اس کی طرف میلان اس فعل کے کرنے اوراسے سرانجام دینے کا باعث بنتا ہے ، لھذا اس کے لیے ایسے کام مقرر کیے گئے جسے وہ نہیں سمجھتا تاکہ اس کی اطاعت وفرمانبرداری میں کوئی کمی نہ ہواوروہ مکمل ہوجائے مثلا سعی اوررمی جمرات کرنا ۔

کیونکہ اس میں نفس کا کوئی حصہ نہیں ، اورنہ ہی طبعیت کا اس میں میلان اورانس ہے ، اورنہ ہی عقل اس کے معنی کوپہنچ سکتی ہے ، تواس میں صرف اورصرف اطاعت وفرمانبرداری اورسرتسلیم خم کرنے کے علاوہ کوئی اورسبب نہیں اورباعث نہیں ، تواس وضاحت سے آپ کوعبادات غامضہ کے اسرارورموز سے واقفیت حاصل ہوسکتی ہے ۔ اھ دیکھیں : شیر العزم الساکن (285/1-286) ۔

جب اس کی وضاحت ہوچکی توپھر اکثراعمال حج میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کی تاریخ ہمیں معلوم نہیں ، اوریہ ایسے امورہیں جن کی جہالت یعنی جن کی لاعلمی کا کوئی نقصان نہیں ، اوراس میں کچھ امورایسے بھی ہیں جن کی تاریخ بعض نصوص میں ملتی بھی ہے ، ذیل میں ہم اس میں کچھ کا ذکر کرتے ہیں :

1– حج کی فرضیت کب ہوئی یا پھر حج کب شروع ہوا؟

اللہ سبحانہ وتعالی کا اس کے بارہ میں فرمان ہے :

{اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو، لوگ تیرے پاس پاپیادہ بھی آئیں گے اور دبلے پتلے اونٹوں پر بھی دور دراز کی تمام راہوں سے آئیں گے}.الحج (27) ۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں :

یعنی (اے ابراھیم) لوگوں میں اس گھر کے حج کا اعلان کردو جس گھر کے بنانے کا ہم نے آپ کو حکم دیا لوگوں کو اس کے حج کی طرف بلاؤ، لھذا کہا جاتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا :

اے میرے رب میں لوگوں تک یہ بات کیسے پہنچاؤں کیونکہ میری آواز توان تک نہیں پہنچ سکے گی ؟ تو اللہ تعالی نے فرمایا : تم آواز دو اور اسے پہنچانا ہمارے ذمہ ہے، توابراہیم علیہ السلام اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے، اور ایک قول یہ ہے کہ ایک پتھر پر کھڑے ہوئے، اور ایک قول یہ ہے کہ صفا پہاڑی پر کھڑے ہوئے، اور ایک قول یہ ہے کہ ابوقبیس پہاڑی پر کھڑے ہوئے، اور آواز لگائی :

اے لوگو! بلاشبہ تمہارے رب نے ایک گھر بنایا ہے لھذا تم اس کا حج کرو۔

کہا جاتا ہے کہ پہاڑوں نے تواضع اختیار کی حتی کہ یہ آواز زمین کے کونے کونے میں سنی گئی، اور جو کوئی ماں کے پیٹ اور باپ کی پشت میں تھا اسے نے بھی یہ آواز سنی، اور جس نے بھی یہ آواز سنی چاہے وہ پتھر تھا یا درخت یا کچی اینٹ اور قیامت تک جس کے لیے اللہ تعالی نے لکھ دیا تھا کہ وہ حج کرے گا اس نے جواب دیا اور کہا لبیک اللھم لبیک ۔

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما اور مجاھد، عکرمہ، سعید بن جبیر اور سلف رحمہم اللہ میں سے کئی ایک سے بھی یہی منقول ہے ۔ اھ دیکھیں : تفسیر ابن کثیر (221/3) ۔

اور ابن الجوزی رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب مثیر العزم الساکن میں اسی طرح مختصر ذکر کرکے اسے سیرت نگاروں کی طرف منسوب کیا ہے ۔ دیکھیں مثیر العزم الساکن (354/1) ۔

یہ تو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل حج فرض ہونے کی تاریخ ہے، اور دین اسلام میں فرضیت حج کے بارہ میں اختلاف پایا جاتا ہے کہ حج کب اور کس سال فرض ہوا ۔

ایک قول تو یہ ہے کہ : چھ ہجری میں فرض ہو، اور بھی کہا گیا ہے کہ ساتھ ہجری میں فرض ہوا، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ نو ہجری میں فرض کیا گیا اور ایک قول دس ہجری کا بھی ہے ۔

لیکن امام ابن قیم رحمہ اللہ تعالی نے بالجزم یہ بات کہی ہے کہ نو یا دس ہجری میں فرض ہوا تھا وہ اپنی کتاب زاد المعاد میں کہتے ہیں :

اس میں کوئی بھی اختلاف نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت مدینہ کے بعد ایک حج کے علاوہ کوئی اور حج نہیں کیا اور وہ بھی حجۃ الوداع کے نام سے معروف ہے، اور اس میں بھی کوئی اخلاف نہیں کہ یہ حج دس ہجری میں ہوا ۔ ۔ ۔ اور جب حج کی فرضیت نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کرنے میں جلدی کی اور اس میں ذرا برابر بھی تاخیر سے کام نہیں لیا، اس لیے کہ حج کی فرضیت ہی نو یا دس ہجری تک مؤخر رہی ہے ۔ ۔ ۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ : آپ کے پاس اس کی دلیل کیا ہے کہ حج کی فرضیت نو یا دس ہجری تک مؤخر رہی ؟

تو اس کے جواب میں کہا جائے گا :

اس لیے کہ سورۃ آل عمران کا ابتدائی حصہ عام الوفود میں نازل ہوا، اور اسی سال نجران کا وفد بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے ساتھ جزیہ دینے پر صلح کی، اور جزیہ جنگ تبوک کے سال نوہجری میں نازل ہوا، اور اس میں ہی سورۃ آل عمران کا ابتدائی حصہ بھی نازل ہوا۔ ۔ ۔ ۔ اھ

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالی تفسیر قرطبی میں کہتے ہیں :

عرب کے ہاں حج معلوم ومشہور تھا، اور جب اسلام آیا توانہیں اس سے ہی مخاطب کیا جسے وہ جانتے تھے اور جس کی انہیں معرفت تھی اسے ان پر لازم بھی کیا۔

دیکھیں : تفسیر القرطبی (92/2)، اور آپ احکام القرآن لابن العربی (286/1) بھی دیکھیں۔

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (32662) کے جواب کا بھی مطالعہ ضرور کریں۔

2– بیت اللہ کا طواف :

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل علیہم السلام سے وعدہ لیا کہ تم میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور رکوع وسجود کرنے والوں کے لیے پاک صاف رکھو}. البقرۃ (125)۔

اس آیت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ بیت اللہ کا طواف ابراہیم علیہ السلام کے عہد مبارک سے ہی چل رہا ہے۔

3– رمل :

رمل یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے تیز تیز چلنا، طواف قدوم میں مردوں کے لیے رمل کرنا سنت ہے عورتوں کے لیے نہیں اور طواف قدوم وہ طواف ہے جو مکہ میں داخل ہوکر پہلا طواف کیا جائے۔

رمل کی ابتداء کس طرح ہوئی :

امام بخاری اور امام مسلم رحمہما اللہ تعالی نے اپنی اپنی صحیح میں ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مندرجہ ذیل روایت بیان کی ہے :

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام مکہ مکرمہ تشریف لائے تو مشرکین مکہ کہنے لگے :

تمہارے پاس ایسی قوم آرہی ہے جسے یثرب کے بخار نے کمزور کردیا ہے، لہذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ تین چکروں میں رمل کریں۔ ۔ ۔ ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : رمل کرو تاکہ مشرک تمہارے قوت کا مشاہدہ کرلیں۔ ۔ ۔ ۔

صحیح بخاری (2/469–470) حدیث نمبر (1602) صحیح مسلم (2/991–992) حدیث نمبر (1262)۔

4– زمزم اور صفا مروہ کے مابین سعی کرنا :

امام بخاری رحمہ اللہ تعالی ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ :

ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی ھاجر اور بیٹے اسماعیل علیہ السلام -وہ اسے دودھ پلاتی تھی- لے کر آئے اور بیت اللہ کے قریب زمزم کے اوپر ایک بڑے درخت کے نیچے مسجد کے اوپر والے حصہ میں اتارا اوران دنوں میں مکہ میں کوئی بھی نہیں تھا، اور نہ ہی وہاں پانی تھا توانہیں وہاں اتارا اوران دونوں کے پاس ایک تھیلا جس میں کھجوریں تھیں اور ایک پانی کا مشکیزہ رکھا ، پھر خود وہاں سے واپس چل دیے

توام اسماعیل رضی اللہ تعالی عنہا ان کے پیچھے گئیں اور کہنے لگیں اے ابراہیم! آپ ہمیں اس وادی میں جہاں نہ کوئی انسان ہے اور نہ ہی کوئی چیز چھوڑکر کہاں جارہے ہیں؟ یہ بات انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کو کئی بار کہی اور ابراہیم علیہ السلام اس کی جانب پلٹ کر بھی نہیں دیکھ رہے تھے ۔

تووہ کہنے لگیں کیا آپ کواللہ تعالی نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے؟ توانہوں نے جواب دیا جی ہاں، وہ کہنے لگیں پھر اللہ تعالی ہمیں ضائع نہیں کرے گا اور پھر واپس آگئیں اور ابراہیم علیہ السلام وہاں سے چل دیے جب وہ اونچی جگہ پرپہنچے جہاں سے وہ انہیں دکھائی نہیں دے رہے تھے تو بیت اللہ کی جانب اپنا رخ کیا اوران کلمات کہتے ہوئے دعا کرنے لگے اور اپنے ہاتھ اٹھا دیے :

.{اے ہمارے پروردگار! میں اپنی کچھ اولاد اس بے کھیتی کی وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسائی ہے، اے میرے رب یہ اس لیے کہ وہ نماز قائم کریں، پس تو کچھ لوگوں کے دلوں کوان کی طرف مائل کردے اورانہیں پھلوں کی روزیاں عطا فرما تاکہ یہ تیری شکرگزاری کریں}. ابراہیم (37) ۔

لھذا ام اسماعیل اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلانے لگی اور خود وہ پانی پیتی رہی حتی کہ جب مشکیزے کا پانی ختم ہوگیا تواسے بھی پیاس لگی اوراس کے بیٹے کو بھی پیاس نے ستایا تووہ بیٹے کو پاؤں مارتا دیکھنے لگی یا یہ کہا کہ الٹ پلٹ ہوتا دیکھنے لگی تو اسے برداشت نہ کرسکی اوراس حالت میں دیکھنا ناپسند کرتے ہوئے وہاں سے چل دی، اور سب سے قریب صفا پہاڑی دیکھی تواس پر وادی کی جانب رخ کرکے کھڑی ہوکر ادھر ادھر دیکھنے لگیں کہ کوئی نظر آتا ہے جب کوئی بھی نظر نہ آیا توصفا سے اترگئیں اور جب وادی میں پہنچی تواپنی چادر کا ایک پلو اوپر اٹھا لیا اور جس طرح کوئی کوشش کرنے والا شخص دوڑتا ہے اس طرح دوڑی اور وادی پارکرلی

پھر مروہ پہاڑي پر آئی اوراس پر کھڑے ہوکر دیکھا کہ کوئی نظر آتا ہے کہ نہیں تو وہاں بھی کوئی نظر نہ آیا تواس طرح انہوں نے سات بار ایسا کیا ۔

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ : نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

تولوگوں کی صفا اور مروہ کے مابین یہی سعی ہے ۔

اور جب وہ مروہ پہاڑي پر چڑھی توایک آواز سنی توکہنے لگی چپ، اپنے آپ سے مخاطب تھیں، پھر دوبارہ آواز سنی توکہنے لگی : میں نے تیری آواز سنی ہے اگر تو تیرے پاس کوئی مدد وتعاون ہے، تودیکھا کہ زمزم کے قریب ایک فرشتہ کھڑا ہے تواس نے اپنی ایڑی کے ساتھ زمین کریدی، یا یہ کہا کہ اپنے پر کے ساتھ زمین کریدی حتی کہ پانی نکل آیا اور ام اسماعیل اس کا حوض تیار کرنے لگی اور اپنے ہاتھ سے ایسے کررہی تھی ۔

اورپانی سے چلو بھر بھر کراپنے مشکیزے میں بھرنے لگی جب وہ چلو بھرتی تو وہاں سے اور پانی ابل کر باہر آجاتا ۔

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہیں :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اللہ تعالی ام اسماعیل پر رحم فرمائے اگر وہ زمزم کو چھوڑدیتی یا یہ فرمایا کہ : اگر وہ پانی سے چلو نہ بھرتی تو زمزم کا چشمہ ساری زمین پر جاری ہوجاتا اور پھیل جاتا ۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ : اسے فرشتہ کہنے لگا : تم ضائع ہونے سے نہ ڈرو اور خوف نہ رکھو، کیونکہ یہ بچہ اور اس کا باپ بیت اللہ تعمیر کرے گا، اور یقینا اللہ تعالی اس کے اہل وعیال کو ضائع نہیں کرے گا ۔ ۔ ۔ الحدیث دیکھیں : صحیح بخاری (6/396–397) حدیث نمبر (3364) ۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب مثیر العزام الساکن میں کہتے ہیں :

اس حدیث سے یہ بیان ہوتا ہے کہ اس کا نام زمزم کیوں رکھا گیا، کیونکہ جب پانی بہہ نکلا تو ھاجر نے اسے روک دیا تھا، ابن فارس لغوی کہتے ہیں : زمزم یہ ہے کہ آپ کہیں زممت الناقۃ، یعنی جب تو اونٹنی کو لگام ڈال کر اسے روکے ۔ اھـ دیکھیں : مثیر العزام الساکن (47/2) ۔

5– میدان عرفات میں وقوف کرنا :

ابوداود اور ترمذی نے یزید بن شیبان رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم میدان عرفات میں موقف سے دور جگہ پر وقوف کر رہے تھے تو ہمارے پاس ابن مربع انصاری رضی اللہ تعالی عنہ تشریف لائے اور کہنے لگے میں اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تمہاری طرف پیغام دے کر بھیجا گیا ہوں انہوں نے آپ سے فرمایا ہے کہ :

تم اپنی جگہوں پر ہی رہو کیونکہ تم اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی وراثت پر ہو ۔

سنن ابوداود، سنن ترمذی حدیث نمبر (883) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے صحیح سنن ابوداود (1688) میں اسے صحیح قرار دیا ہے ۔

بہت سارے اعمال حج ابراہیم علیہ السلام کے دور میں پائے جاتے تھے لیکن مشرکوں نے اس میں بعض امور ایسے پیدا کر لیے جو مشروع نہیں تھے، لھذا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو انہوں نے اس میں مشرکوں کی مخالفت کی اور مشروع اعمال حج بیان کیے ۔

تاریخ حج اور اس کے کچھ اعمال کے بارہ میں یہ مختصر سا نوٹ تھا، آپ اس میں مزید تفصیل جاننے کے لیے حافظ ابن جوزي رحمہ اللہ تعالی کی کتاب مثیر العزام الساکن الی اشرف الاماکن کی مکمل پہلی جلد اور دوسری جلد کا ابتدائی حصہ مطالعہ کریں ۔

اور مسجد حرام کی تاریخ کے بارہ میں تفصیل دیکھنے کے لیے ہم سائل سے گزارش کریں گے کہ وہ سوال نمبر (3748) کے جواب کا مطالعہ ضرور کرے

واللہ اعلم .